کی گئی تھی کسی مغالطہ سے ایسا ہوا کیونکہ ارکان نے تقریروں میں زور شور سے اسکی تائید کردی تھی تو ہمیں اس ایوان سے باہر یہ بات پہنچانی چاہئے کہ ہم تعیشات کے درآمد کے لئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں۔ ہم اسے ختم کرنا چاہتے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں۔ تو اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ہونا چاہئے۔

بہرحال اس قرارداد پہ دس سال گذرے مگر ہم نے سودی نظام کو ختم کرنے کے بارہ میں کیا کیا؟ یہاں تک کہ آج اسی مولانا عبدالحق صاحب کا بیٹا کھڑا ہے۔ اور ساری بات اسی موڑ پہ اسی اسٹیج پر ہے۔ اور ان کا بیٹا سود کے خاتمہ کی اپیل کر رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ طویل رات اگر اور بھی لمبی ہوگئی تو شاید ایسا ہو کہ دس سال بعد مولانا کا پوتا پھر یہاں کھڑا ہو اور پھر یہ قرارداد پیش کر رہا ہو۔ (گویا تین تین نسلیں کسی خرابی کے ازالہ میں لگی رہیں گی مگر رات کا خاتمہ نہیں ہوگا۔)

خدا کے لئے جب ہم کسی سمت میں کھڑے ہوگئے ہیں تو کچھ تو قدم بڑھانا چاہئے۔ یہاں ہر شخص کہتا ہے کہ سودی نظام ختم کیسے ہوگا؟ اور ہر شخص کہتا ہے کہ میں ایسی رپورٹ بنا کر پیش کردوں گا۔ کل ہمارے مولانا (مولانا محمد مالک کاندھلوی) نے بھی ایسی ہی پیشکش کردی۔ ہمارے مولانا کے جذبات بڑے قابل قدر تھے لیکن ایسا بھی تو نہیں کہ ہم آج اچانک آسمان سے اتر پڑے ہیں اور اسلامی نظام بھی اچانک کہیں نازل ہوگیا ہے اور ہم چودہ سو سال خلاء میں رہے۔ اور آج ہمیں ہر ہر چیز کی تلاش کرنی ہے۔ جبکہ ان چودہ سال میں ہماری ہر ہر چیز مرتب مدوّن شکل میں موجود ہے۔ ہماری حکومتیں صدیوں قائم رہی ہیں اور نئے حالات اور سانچوں کے مطابق بھی اس پر محنت ہوتی رہی ہے۔ آج سے کئی سال قبل ہمارے اسلامی نظریاتی کونسل سے بڑی محنت سے ایک ورک پیپر تیار کیا۔ پھر اس بارہ میں ممتاز ماہرین معاشیات اور بنکاروں کا ایک بہت بڑا پینل بنایا گیا۔ تین سال وہ مسلسل لگا رہا اور چار سو صفحات میں اس نے بلاسودی نظام کا ایک ایسا خاکہ پیش کردیا۔ ایک ایسا نظام معیشت ہمارے سامنے رکھ دیا کہ دنیا نے اسکی تحسین کی اور سعودی عرب نے مبارکباد دی۔ رابطہ عالم اسلامی نے اسے سراہا۔ یہ ہمارے پاکستانی ماہرین معاشیات تھے جنہوں نے عالم اسلام کو ثابت کر دکھایا کہ سارا اقتصادی نظام بلاسودی معیشت پہ یہاں قائم کیا جا سکتا ہے۔ ہم ہر رپورٹ کو پیچھے ڈال دیتے ہیں اور ہر معاملہ میں ایک نئی رپورٹ کے لئے نئی کمیٹی تشکیل دیدیتے ہیں ہر مسئلہ میں ہم ایک اور کمیٹی بنا لیتے ہیں۔

اسلامی نظام اور مجلس شوریٰ | آج ہم نے جب بجٹ کا جائزہ لینا ہے تو خدا کیلئے میرے یہ دو منٹ ناگوار نہ گذریں۔ ہم مالیات کا تو میزانیہ لگاتے ہیں اور تخمینہ کمی بیشی کا لگاتے ہیں۔ ہم آج اس مجلس شوریٰ کا بھی کچھ میزانیہ اور تخمینہ لگالیں۔ چھ مہینے ہمیں گذر گئے جنوری سے بلکہ آج جون کا اختتام ہونے کو ہے۔

ہمارا نصف سال ہے باليانی نظام کا تو ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم نے اسلامی نظام کا نعرہ بلند کیا تھا تو ہم نے
ر معاملہ میں یہ گاڑی کہاں تک آگے بڑھائی ہے۔ کچھ قدم ہم نے اٹھایا بھی ہے یا ہنوز روز اوّل اوّل ست۔
میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ بدقسمتی سے وہ صورت بہتر ہوتی کہ صدر مملکت ان امور کے لئے ایک
رڈ یننس کر لیتے اور آرڈیننس سے اسلامی نظام کا نفاذ کرایا جاتا۔ اس کے لئے یہ شوریٰ تو ایسی ثابت ہوئی
مثل ہے کہ بارش سے بھاگتے تھے مگر پرنالے کے نیچے رات بسر کرنی پڑی۔

جناب والا! تو معاملہ کچھ آگے بڑھانے کا ہے۔ ہمیں انتظار تھا کہ جناب وزیر خزانہ نئے بجٹ
ر کچھ ایسی سکیمیں پیش کریں گے جسکو بلاسودی معیشت کی طرف کچھ پیش رفت کہا جا سکے گا۔ جبکہ یکم جنوری
۱۹... کو صدر پاکستان نے وعدہ کیا تھا کہ تین سال کے اندر پاکستان سے سودی نظام کا مکمل خاتمہ کر دیا
جائے گا۔ ان تینوں سالوں کا یہ آخری سال تھا اور ہمیں انتظار تھا کہ رب العالمین اور ملت سے کئے
گئے وعدہ کو پورا کرنے کیلئے کچھ پیش رفت کی جائے گی۔ مگر جو نئی سکیم سامنے آئی وہ بھی سودی خطوط پر
استوار، بہرحال سودی معیشت اور ان کاموں کیلئے ہمیں کسی نئی کمیٹی اور لمبی چوڑی رپورٹوں کے چکر میں
نہیں پڑنا چاہیئے، اخلاص سے اگر ہم عملی قدم اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ راستہ آسان کر دے گا۔ اب ایک
کمیٹی نے رپورٹ پیش کر دی تو دوسری کمیٹی اس پر غور کرے گی۔ پھر ایک تیسری کمیٹی اس پر غور کرے گی۔
ر کمیٹیوں کا نہ ختم ہونے والا چکر اور یہ ایک عام بات ہے کہ جو کام التوا میں ڈالنا ہو اسکو کمیٹیوں
کے سپرد کر دیجئے۔ پھر وہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے گا۔ اور ختم ہی نہیں ہوگا۔ ہمارے ایک دوست نے قصہ
سنایا کہ جہانگیر بادشاہ کی ملکہ سے غلطی سے تیر کسی دھوبی کو لگ گیا اور وہ قتل ہوا۔ اسکی بیوی دھوبن
چیختی چلاتی بادشاہ کے پاس فریاد لیکر پہنچی۔ اب عدل جہانگیر تو مشہور تھا ہی۔ جہانگیر پریشان ہو گئے
کہ اب کیا کیا جائے گا۔ قصاص میں ملکہ قتل ہونے کا خطرہ ہوا تو ایک وزیر نے کہا کہ پریشان ہونے کی کیا بات
ہے۔ کمیٹی بنا لیں گے۔ جہانگیر نے جھنجھلا کر کہا کہ اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ تم نے کمیٹی کمیٹی کی کیا رٹ لگا رکھی ہے
کام کی بات کرو۔ وزیر نے کہا حضور کمیٹی قائم کر دیجئے وہ تحقیقات کرے گی کہ تیر کس قسم کا تھا۔؟ کس سائڈ
سے آیا؟ ملکہ کس حالت میں تھی۔؟

اس ضمن میں ایک اور لطیفہ سنانا جاؤں کہ ایک مولوی جو درحقیقت عالم نہیں تھا مگر خواہ مخواہ
ہار یت کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا۔ خواہ مخواہ عالم بننے کی کوشش کر رہا تھا تو ایک صاحب نے آکر مسئلہ
پوچھا کہ کنوئیں میں چوہا گر گیا ہے اب کتنے ڈول نکالے جائیں کہ کنواں پاک ہو۔؟ مولوی بہت چالاک تھا۔
سے مسئلہ معلوم نہیں تھا تو سوال کرنے والے سے کہا کہ چوہا کس سمت سے آیا تھا۔؟ کس سپیڈ سے آرہا تھا۔

کس انداز سے وہ کنویں میں گرا تھا؟ ایسے بیشمار سوالات اور نکتے نکال کر اُسے واپس کر دیا کہ جا کر یہ سب باتیں معلوم کر کے آؤ تب مسئلہ معلوم ہو سکے گا۔

بہر حال اس کمیٹی نے تحقیقات شروع کیں۔ جہانگیر نے کہا کہ بھئی اگر کمیٹی نے دھوبن کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ دھوبی کے قصاص میں ملکہ کو قتل کیا جائے تو وزیر نے کہا کہ پھر ایک دوسری کمیٹی بنا لیں گے کہا اگر اس نے بھی فیصلہ دیدیا، کہا کہ پھر اس کے اوپر ایک اور بڑا کمیشن بٹھا دیں گے اور اس طرح کمیشن بیٹھتے رہیں گے۔ جب تک کہ دھوبن مر نہ جائے۔ اور دھوبن مر جائے تو قصاص کا مطالبہ ہی ختم ہو جائے گا۔

تو جناب والا! خدا نے ہمیں بھی یہ مردِ مومن جو دیا ہے۔ ضیاء الحق، خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ یہ موقعہ اللہ نے جو ہمیں دیا ہے۔ پھر یہ بھی ہاتھ سے نکل چکا ہو اور کمیٹیاں دھری کی دھری رہ جائیں۔

جمہوریت اور الیکشنوں سے اسلامی نظام لانا مشکل ہے۔ میں ضمناً ایک بات یہ بھی عرض کر دوں کہ اسلام۔ اسلام۔ اسلام کا نعرہ تو ہمیشہ لگایا جاتا ہے۔ مگر اسلام کو نافذ کرنے کا جو موقعہ اللہ نے ہمیں اس وقت دیا ہے۔ نہ ماضی میں تھا نہ مستقبل میں ملے گا۔ اگر یہ موقع بھی ہم نے ضائع کر دیا تو پھر اور طریقوں سے یہاں اسلام نہیں لایا جا سکتا۔ یہاں شخص واحد اور مجلس شوریٰ مل کر بھی جو کام نہ کر سکے تو وہ الیکشنوں کے ذریعہ یا مروجہ جمہوریت کے ذریعہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بدقسمتی سے ہمارے بہت سے دوست ہیں۔ علماء کرام میں سے، وہ بھی الیکشن کے پیچھے مر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ آئندہ ڈیڑھ سو سال میں بھی ہم مروجہ طریقوں کے الیکشن کے ذریعہ یہاں اسلام ہرگز ہرگز نافذ نہیں کر سکتے۔ یہاں صالح اور اچھے دین سے محبت رکھنے والے لوگ ہرگز الیکشن کے ذریعہ اس اسمبلی میں نہیں بٹھا سکتے۔ یہاں سوٗر اور زنا کے بارہ میں قرار دادیں پیش ہوتی رہیں اور تالیوں کی گونج میں اُسے مسترد کیا جاتا رہا۔ (شیم۔ شیم کی آوازیں۔)

اس جمہوریت کے پیچھے ہم کیا پڑے ہوئے ہیں یہاں مولانا عبدالحق صاحب میرے والد ماجد نے فحاشی کے خلاف ایک قرارداد پیش کی تو اکثریتی پارٹی کے ارکان نے انہیں کہا کہ مولانا آپ کو روحانیت کا کیا علم ہے۔ وہ تو کوٹھے پر سیکھی جاتی ہے۔ یعنی وہ تو ناچ گانے کے کوٹھے پہ سیکھی جا سکتی ہے اور تم لوگ وہاں جاتے نہیں ہو۔ تم موسیقی اور رقص و سرود کا مزا کیا جانو وہ تو روحانیت کا ذریعہ ہے۔ تو ایک یہ دور تھا اور الحمدللہ کہ اس دور کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقعہ دیا۔ عالم اسلام کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ تو خدا کے لئے اس کام میں صدر صاحب کا ہاتھ بٹائیں۔ ان کو مجبور کریں ان کا محاسبہ کریں، ان پر تنقید کریں کہ خدارا ہم پر بھی اور ملک پر بھی رحم کیجئے اور اس کام کو جلدی سرانجام دیں۔

لادینی عناصر اور اسلامی نظام کے طعنے جو فتنے اٹھ رہے ہیں ہمارے خلاف اور آج ارد گرد کا سارا نقشہ آپ کے سامنے ہے۔ اُدھر ہمارے دوست ولی خان صاحب لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اس کو بھی اسلام کا درد کھاتے جا رہا ہے۔ وہ بھی کہتا ہے کہ اسلام تو ایک آرڈیننس کے ذریعہ نافذ ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک سیکولر ذہنیت کے شخص کو اسلام سے کیا ہمدردی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جنرل ضیاء الحق کے گریبان میں ہاتھ ڈالیں گے تو ہم ڈالیں گے کہ بھائی تم اسلام کو نافذ کیوں نہیں کرتے ہو۔ لیکن جب پیپلز پارٹی اور ولی خان اسلام کے طعنے دیتے ہیں۔ تو انہیں تو اصل درد یہ ہے کہ یہ شخص اسلام لاتا کیوں ہے۔ تو فرق ہے اس میں۔ ہم صدر صاحب کا محاسبہ کریں گے۔ ان کے گلے میں ہاتھ ڈالیں گے لیکن دشمن کو نہیں چھوڑیں گے کہ وہ ان کے اوپر ہاتھ اٹھاتے تو ان کی نیت میں اور ہماری نیّت میں فرق ہے۔

وہ (ولی خان صاحب) اسلام اسلام بھی کرتا ہے اور علی الاعلان یہ بھی کہتا ہے کہ وہ (افغانستان) اسلام اور کفر کا جنگ نہیں ہے۔ اور یہ صرف روس اور امریکہ کی جنگ ہے۔ بہت سے لوگ اس پر بھی واہ واہ کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ چلئے یہ روس اور امریکہ کی بھی جنگ ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ اسلام کا حکم آخر کیا ہے۔؟ دو سپر پاورز ہیں۔ ایک عالم اسلام کے کچھ حصّے کو سحر کرتا ہے۔ اور غلام بناتا ہے۔ ایک دوسرے حصّے کو تو جس حصّے پر روس قبضہ کرے گا تو مسلمانوں کو کیا حکم ہے کہ وہ خاموش بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں اور آرام سے لیٹ جائیں اور سونے کی طشتری میں اپنے ملک کو دشمن کو پیش کر دیں۔ کہ اگر ہاتھ اٹھائیں گے تو یہ روس اور امریکہ کی جنگ کہلائے گی۔ اسی طرح اگر امریکہ لبنان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا وہاں مسلمان آرام سے بیٹھ جائیں کہ یہ بھی روس اور امریکہ کی جنگ ہے۔

بڑی طاقتوں کی مصلحتیں مگر اسلام کا تقاضا میں تو حیران ہوں کہ یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ چلئے اگر یہ روس اور امریکہ کی بھی جنگ ہو تو جب امریکہ ہمیں غلام بنائے گا۔ تو مسلمان خاموش بیٹھے رہیں گے۔ روس ہم پر جبر و استبداد کرے گا ظالمانہ قبضہ جمائے گا۔ تو کیا ہمارے لئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ ہم خاموش رہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس گھر میں جس ڈاکو نے ڈاکہ ڈالا ہے۔ سب سے پہلے اس گھر والوں کو اس ڈاکو کی فکر کرنی چاہیئے۔ ہمیں عربوں سے ہمدردی ہے ہمارا عربوں کے ساتھ ایمانی رشتہ ہے۔ ہمیں سب کچھ کرنا چاہیئے مگر اُدھر سے یہ لوگ جو نعرہ لگاتے ہیں کہ یہ لبنان کیوں جم کر نہیں لڑتا۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب تمہارے پڑوس میں روس نے ظلم و تشدد کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ مسجدیں ساری گرا دی ہیں۔ ۳۰ لاکھ افراد عورتیں بچے مرد یہاں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ تو تم یہاں اتنے قریب جا کر کیوں نہیں لڑتے۔ تم وہاں اڈے کیوں قائم کر رکھے ہیں۔؟ تم نے اپنی تنظیمیں وہاں قائم کر رکھی ہیں۔ کیا امریکہ کافر ہے تو روس کافر نہیں

ہے۔ ہم تو روس سے بھی لڑیں گے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ اور امریکہ سے بھی ہم لڑیں گے۔ لبنان کی بھی مدد کریں گے۔ اور افغانستان کی بھی، یہ نہیں کہیں گے کہ خاموش رہو اور غلامی قبول کرو۔ اگر ایسی بات تھی تو تم جس جنگ آزادی کے ہیرو بنے پھرتے ہو۔ خود ساختہ ہیرو۔ تو انگریزوں کے خلاف کیوں لڑ رہے تھے۔ انگریز کا مسئلہ بھی تو وہی بڑی طاقتوں کی طاقت آزمائی تھی۔ ہم تو اس کو بھی اسلام اور کفر کا معرکہ سمجھتے تھے اور اس کو بھی —— میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مختصر بات ہے افغانستان کے مسئلہ کو ایک بنا لینا چاہیئے جس شخص کے دل میں نرم گوشہ ہے اس جہاد کے بارہ میں جس شخص کو افغانستان کا مسئلہ عظیم مسئلہ نہیں ہے۔ وہ غدار ہے۔ اس ملک کا وہ اسلام کا غدار ہے وہ خدا اور رسول کا غدار ہے۔ ایمان کا تھرمامیٹر ہے اسی سے معلوم ہوگا کہ ایمان یا کفر کتنا ہے۔ مہاجرین کے لئے ہم سب کچھ قربان کر دیں گے۔

ہمیں افغانستان کے مسلمانوں سے ہمدردی ہے۔ وہ ہمارے دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہماری جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم ان کی پیٹھ میں ادھر سے چھرا گھونپ دیں؟ —— تو ایک معیار بنانا چاہیئے۔ کہ جو پارٹی خواہ وہ علماء کی پارٹی ہو خواہ دینداروں کی پارٹی ہو جو لوگ بڑے محب وطن کیوں نہ کہلاتے ہوں لیکن رشتے ان لوگوں سے استوار کریں گے۔ ان کو ہم غدار کہیں گے۔

—— تو بہرحال اس فتنے کا علاج ایک تو مکمل یکجہتی ہے اور یہ کہ ہم یہاں عملاً اسلام نافذ کریں گے ورنہ اس طرح پھوڑے اور پھنسیوں پر پھاہے رکھنے سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ تھوڑی دیر کا وقفہ ملے گا۔ پھر یہ مادہ ایسا ابھرے گا۔ ایسا پھٹے گا کہ یہاں کمیونزم پھیل جائے گا۔ اور لوگ اسلام کا نام لینے کو بھی پسند نہیں کریں گے۔ خدا کیلئے اپنے بچوں کو آنے والی نسل کو کفر کی گود میں جانے سے پہلے پہلے غلام بننے سے پہلے پہلے خدارا ایسے خطوط پر یہ معاشرہ استوار کریں کہ خود کمیونسٹ بھی واہ واہ کریں اور اسلام کیطرف دیوانہ وار لپک کر آجائیں کہ یہ ہے اسلامی معاشرہ۔ یہاں اگر آپ دودھ کی ندیاں بھی بہائیں مگر اللہ اور رسول کا حکم جب تک نافذ نہ ہوگا تو ایک نظریاتی مملکت اس وقت تک نظریاتی مملکت کہلا سکتی ہے کہ وہ نظریہ کی بنیادوں پر قائم ہو۔ اگر نظریات موجود نہ ہوں تو ہم اس کو نیویارک تو بنا سکیں گے، ماسکو بنا سکیں گے مگر اسے اسلام آباد نہیں کہہ سکیں گے۔

تو خدارا ان چیزوں پر تمام افراد نظر رکھیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ چھ مہینے تو ہمارے بالکل ضائع ہو گئے۔ ہم نے اسلامی نظام کیطرف بالکل پیش رفت نہیں کی۔ اگلے چھ مہینوں میں خدا کرے ہم اسکی تلافی کریں۔ اور اس کا کفارہ ادا کریں۔

جناب وائس چیئرمین :- مولانا صاحب! ذرا اختصار سے کام لیجئے۔